ریاست پاکستان کے نصاب اور مراکز تعلیم کا سیرت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Curriculum and Educational Institutions of the State of Pakistan in the light of the Prophet's Seerah (PBUH)

Dr. Navid Iqbal
Assistant Professor, Department of Hadith & Hadith Sciences
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: navid.iqbal@aiou.edu.pk

ABSTRACT
Education is the biggest factor of change in any society. The education sector needs the most investment in underdeveloped countries. The state-sponsored curriculum reflects the state narrative. The state-sponsored curriculum is covered by the government narrative. Curriculum is an important component of the education system and plays a central role. Other structural components of the system, including teachers, students, and educational institutions, also have roles that are essentially set by the curriculum. The guiding principles of our state policy are enshrined in the constitution, from which every government has been enjoying 'custom'. The education policy of the state lays down the goals of the system and the curriculum required for it. The curriculum determines the teaching methods, teaching materials, teaching activities and teaching objectives. The education system of every state includes the national needs, time requirements and the sensitivity of the situation in its curriculum. Therefore, it is the responsibility of the state to prepare the education curriculum keeping in mind the needs of the time and in it immorality. and not include illegal content. Due to which the young generation of the state will suffer loss from moral and social aspects. Therefore, it is necessary that our education curriculum is such that it is prepared keeping in mind the needs of the time and does not include any material against the teachings of Islam. In this paper, an attempt has been made to explain the nature and character of the state's educational curriculum and educational institutions in the light of the Prophet's Prophet (PBUH).
Keywords: Curriculum, Educational Institutions, State of Pakistan, Prophet's Seerah

مقدمہ

تعلیمی نظام کی اساس اس کا نصاب ہوتا ہے۔ تعلیمی نظام اس وقت تک مؤثر ہی نہیں ہو سکتا جب تک کسی تعلیمی نظام کے نصاب کے مقاصد اور اہداف اور ان کے متوقع نتائج واضح اور متعین نہ ہوں۔ تعلیم کا نصاب وقت کی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتا رہتا ہے اس لئے تعلیم یافتہ طبقے کے لئے اپنے دور کے تقاضوں، مستقبل کے چیلیجز اور اہداف کو مد نظر رکھ کر نصاب تعلیم کو متعین اور استوار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے دور حاضر کے ترقی یافتہ اقوام کی ترقی میں ان کے نصاب تعلیم کا عصری تقاضوں کے عین مطابق ہونا بھی ہے۔ لیکن ایک اسلامی ریاست میں نصاب تعلیم کا معیار اور نوعیت کیا ہونی چاہیئے؟ آج کی اصطلاح میں نصاب تعلیم سے مراد کسی تعلیمی ادارے، سکول وجامعات کی وہ تمام سرگرمیاں ہوتی ہیں جس میں اس ادارے اور جامعات کے تمام تر مضامین، تجربات، تحقیقات، رجحانات اور ہر قسم کی تعلیمی، اخلاقی اور معاشرتی کردار کی تعمیر میں کردار ادا کرتی ہے۔ اس لئے نصاب تعلیم کے تعیین سے طلباء کو یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ وہ اپنے اہداف تک پہنچنے کے لئے صحیح راستے پر گامزن ہیں۔ نصاب تعلیم سے طلباء کو احساس ذمہ داری، محنت اور ایک ذمہ دار انسان کی اہمیت اور ضرورت کو بھی سکھانا ہوتا ہے۔

عہد نبوی میں نصاب تعلیم

اسلامی نظام تعلیم کی بنیاد قرآن کریم تھی لیکن قرآنی علوم کے ساتھ بعد میں دیگر علوم بھی آہستہ آہستہ نصاب میں شامل ہوتے گئے جس میں شعر وادب، تاریخ وجغرافیہ، کیمیاء وحیاتیات، طب ونجوم اور فلسفہ وریاضی وغیرہ شامل ہیں۔

1-دینی علوم کا نصاب تعلیم

عہد نبوی میں قرآن وسنت کی تعلیم سب کے لئے یکساں تھی اس میں سب برابر کے شریک ہوتے تھے جس میں جوان، نوجوان، عمر رسیدہ، دیہاتی اور شہری سب شریک ہوتے تھے۔ صحابہ کرام کو اگر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو فورا رسول اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ عہد نبوی کی دینی نصاب تعلیم میں ہمیں چار چیزیں ملتی ہیں جس کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔

الف۔ قرآن کریم کی تعلیم

ب۔ کتابت وحی

ج۔ احادیث رسول اللہ کی اشاعت

د۔ جہاد فی سبیل اللہ کی تعلیم وتربیت

2-دنیاوی علوم کے حوالے سے نصاب تعلیم

عہد نبوی اور مسلمانوں کی قدیم درسگاہوں میں نصاب کی اصل قرآن وسنت اور دیگر علوم کو نصاب کا جزو بنایا۔ سیرت رسول اور تعلیمات میں غور وفکر کرنے یہ بات عیاں طور معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم کے سیکھنے کی طرف بھی عملی طور پر توجہ دلائی۔

عہد نبوی کی نصاب تعلیم کے حوالے سے ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: "اس امر کی بے شمار شہادتیں موجود ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن وحدیث کے لازمی نصاب کے علاوہ ترکہ کی تقسیم، ریاضی، مبادی طب، علم ہیئت، علم الانساب، علم تجوید القرآن اور نشانہ بازی اور تیراکی کی تعلیم کو نصاب میں شامل فرمایا۔ یہ مضامین اختیاری تھے۔ ان کا سرسری جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان میں علوم وفنون دونوں ہی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ان کا محور ومرکز عام لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی ضروریات اور مسائل تھے"۔[1]

3-عالمی زبانوں کی تعلیم

اس وقت دنیا نے گلوبل ویلج کی شکل اختیار کی ہے انسان ایک دوسرے کے انتہائی قریب ہو چکا ہے لہذا اہم عالمی زبانوں کی طرف توجہ دیں تاکہ دنیا میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کے علوم اور تاثرات کا فائدہ اُٹھا سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب مدینہ میں پہلی ریاست کی بنیاد رکھی گئی تو آپ علیہ السلام نے جب عربی کے علاوہ دیگر اقوام کی زبانوں کی ضرورت محسوس کی تو آپ نے ان زبانوں کو سیکھنے کے لئے مختلف صحابہ کرام کو حکم دیا تاکہ وہ ان زبانوں کو سیکھیں۔ چنانچہ سنن ترمذی میں زید بن ثابت کی روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔۔۔[2] لیکن اس وقت اس کی ضرورت خط وکتابت کی حد تک تھی اب تو عالمی زبانوں کی اہمیت اور ضرورت اور بڑھ چکی ہے۔ اس لئے ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے کہ عالمی زبانوں کے سیکھنے کے لئے باقاعدہ انتظام کریں۔

4- سائنس وٹیکنالوجی کی تعلیم

موجود دور سائنس وٹیکنالوجی کا ہے ہر طرف انسان کی جگہ سائنس اور ٹیکنالوجی لے رہا ہے۔ ایک طرف سے انسان اپنے فائدہ کا سامان مہیا کر رہا ہے تو دوسری طرف یہی ٹیکنالوجی انسان کے خلاف بھی استعمال ہوتی ہے۔ اس لئے مسلمان ریاست پر لازمی ہے کہ سائنس وٹیکنالوجی کے میدان میں بھی اپنی استعداد کو بڑھانے کی بھرپور کوشش کریں۔ حالات کے ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر میدان میں اپنی دفاع قوت کو مستحکم رکھنے کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ الانفال میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:

" وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ"[3]

اس کے علاوہ امام طبری نے عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ الثقفی رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر جُرش نامی شہر میں جا کر منجنیق، دبابہ اور ضبور بنانے کے طریقے سیکھے تھے۔ خوش نویسی بھی مسلمانوں کے نصاب تعلیم کا حصہ تھی۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ کی تحریر بہت شاندار تھی اسی طرح عبادۃ بن ثابت رضی اللہ اصحاب صفہ کو تعلیم کے ساتھ تحریر کا فن بھی سکھاتے تھے۔[4]

5- زراعت و آب پاشی کی تعلیم

ریاست کی ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ زراعت اور کاشتکاری کے معاملے میں ایسے اقدامات اُٹھائے جو ریاست میں بسنے والے عوم کے حق میں بہتر ہوں۔ کسان اور کاشت کار کی سماجی و معاشی اہمیت معاشرہ میں مسلم ہوتی ہے، یہ قابل قدر طبقہ ہوتا ہے۔

قرآن کریم اور اسی طرح احادیث مبارکہ میں کاشتکاری کو اپنانے کی بار بار تاکید فرمائی گئی ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے:

"اطلبوا الزرق فی خبایا الأرض"[5]

تم لوگ رزق کو زمین کی پہنائیوں میں تلاش کرو۔

ایک روایت میں فرمایا: " من أحيا أرضا ميتة فهي له" ويروى عن عمرو بن عوف عن النبيﷺ وقال: "في غير حق مسلم، وليس لعرق ظالم فيه حق"[6]

ایک روایت میں آپ ﷺ نے زمین کو بے کار اور بغیر کسی زراعت و آبپاشی کے چھوڑنے سے منع فرمایا ہے۔ فرمایا:

"من كانت له أرض فليزرعها، أو ليمنحها أخاه، فإن أبى فليمسك أرضه"[7]

صرف یہ نہیں بلکہ کاشتکاری کرنے والے کے لئے آخرت میں بڑے ثواب کا ہونا بھی بیان فرمایا ہے۔ روایت میں آتا ہے:

جو انسان بھی کسی قسم کی کاشتکاری اور پودا لگاتا ہے اور اس سے اگر کوئی انسان، جانور اور پرندے کھاتے ہیں تو یہ اس کے حق میں صدقہ ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ کاشتکاری کے بارے میں اگر کوئی حکمران یا امیر کا علم نہ ہو تو وہ اپنی حکمرانی یا امارت کی بنیاد پر کاشتکاروں پر اپنی رائے کو مسلط نہ کرے بلکہ یہ معاملات ان کے سپرد کرے کیونکہ وہ ان کو زیادہ احسن طریقے سے انجام دیتے ہیں۔

جیسا کہ ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ فرماتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جو کھجوروں میں گابھ لگا رہے تھے، آپ نے فرمایا:" اگر تم یہ نہ کرو تو) بھی (ٹھیک رہے گا۔۔ آپ نے فرمایا:"تم اپنی دنیا کے معاملات کو زیادہ جاننے والے ہو۔"[8]

6- دنیاوی امور و تجارت میں مشغول افراد کے لئے تعلیم

ملکی سطح پر دینی اور دنیاوی دونوں علوم کے حوالے سے ایک اچھی خبر یہ ہے کہ اگر کوئی کام کرنے والا یا تجارت کرنے والا شخص دینی یا دنیاوی تعلیم حاصل کرنا چاہے تو اس کے لئے اب سرکاری جامعات اور اسی طرح بعض مدارس دینیہ میں پارٹ ٹائم تعلیم کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ یہ ایک خوش آئندہ قدم ہے تعلیم میں بہتری کی طرف۔ بہت سارے افراد ایسے ہوتے ہیں جو صبح کے اوقات میں تعلیم کے حصول سے قاصر ہوتے ہیں ان کے لئے شام کے اوقات میں تعلیم و تعلم کا انتظام ہونا کسی نعمت سے کم نہیں۔ عہد نبوی ﷺ میں غور و فکر سے اس قسم کی کئی مثالیں ملتی ہیں جہاں پر بعض صحابہ دن کو تجارت اور دوسروں کاموں میں مصرف رہتے تھے تو شام کے اوقات میں دیگر صحابہ کرام سے تعلیم حاصل کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح بعض صحابہ کرام ایک دوسرے کے ساتھ نوبت کے طور پر یعنی ایک دن ایک ساتھی تعلیم کے حلقے میں شامل ہوتا تھا اور دوسرے دن دوسرا ساتھی۔ اس تعلیم و تعلم کے لئے انہوں نے آپس میں باریاں مقرر کی تھی۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں اور میرے انصاری پڑوسی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس تحصیل علم کے لئے باری مقرر کر لی تھی۔۔۔[9]

7- ذہنی و جسمانی سیر و تفریح کی تعلیم

نظام تعلیم میں دیگر امور کے ساتھ ریاست پر عوام اور طلباء کی ذہنی و جسمانی نشو نما اور سیر و تفریح کے حوالے سے بھی اقدامات کرے۔ تاکہ تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اکتاہٹ کا شکار نہ ہوں۔ خود رسول اللہ ﷺ نے اس حوالے سے تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں۔ آپ ﷺ سستی اور کاہلی سے پناہ مانگتے تھے اور یہ دعا کرتے تھے:

" وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ "[10]

ایک روایت میں فرمایا:

" رَوِّحُوا الْقُلُوْبَ سَاعَةً "[11]

(دلوں کو وقتاً فوقتاً خوش کرتے رہا کرو)

رسول اللہ ﷺ نے سیر و تفریح سے منع نہیں فرمایا ہے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ سنن ابی داؤد کی روایت میں تین چیزوں کو لہو لعب میں شمار نہیں کیا ہے۔

" ليس من اللهو إلا ثلاث: تأديب الرجل فرسه، وملاعبته أهله، ورميه بقوسه ونبله، ومن ترك الرمي بعد ما علمه رغبة عنه، فإنها نعمة تركها "۔[12]

ریاست پاکستان کا نصاب تعلیم

ریاست میں ایک ایسا نصاب تعلیم ہو جہاں پر عصری علوم کے ساتھ دینی علوم کو شامل کیا جاسکے تا کہ دنیاوی علوم پڑھنے والا طالب علم اسلام کے بنیادی احکام اور لوازمات سے باخبر رہے۔ اور اُن میں روحانی اقدار پیدا ہو کر معاشرے کے بہترین اور مفید شہری ثابت ہو سکے۔ اس لئے وقت کی ضرورت ہے کہ ریاست پاکستان اپنی تعلیمی نصاب کو اسلام کے موافق بنائیں۔ جو ہر فرد کی نہ صرف دنیاوی اعتبار سے تعمیر و تشکیل کے لئے مؤثر ہو بلکہ دینی اعتبار سے بھی مؤثر ہو۔ مگر پاکستان میں نصاب کے معاملے میں بہت کوتاہی برتی جاتی ہے جب بھی نئی حکومت آتی ہے تو وہ اپنی مرضی کی نصاب کی بات کرتے ہیں اور نصاب میں تبدیلی لاتے ہیں۔ مزید یہ کہ پورے پاکستان میں کئی نصاب رائج ہیں جس کی وجہ سے تعلیم کے میدان میں ایک مخصوص طبقہ آگے جاتا ہے۔ نصاب تعلیم کے حوالے سے بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور مختلف نصاب تعلیم کو بھی آزمایا گیا ہے۔

نصاب تعلیم کے حوالے سے مقالہ نگار کا نقطہ نظر

ہمیں ایک ایسے نصاب کا تعین ضروری ہے جس میں دنیاوی علوم کے ساتھ دینی علوم بھی ہوں تا کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں بنیادی احکامات کا علم بھی ہو سکے۔ آج ایک میڈیکل ڈاکٹر یا سائنسٹ تو بن جاتا ہے لیکن اسلام کے بنیادی احکامات اور حقوق سے ناواقف ہوتا ہے اسی طرح مدارس کے تعلیم میں بھی دنیاوی علوم کا کسی حد تک شامل ہونا ضروری ہے۔ اس کی مثال میں ترکی کے امام خطیب سکولز اور کالجز کا دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ میں نے ان سکولز اور کالجز کا بذات خود کئی بار ترکی میں مشاہدہ کیا ہے جس کے نتائج کافی بہتر اور مفید سامنے آرہے ہیں۔ امام خطیب سکولوں کالجوں کا نصاب اس انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔ ابتدا میں نصاب تقریباً نوے فیصد دینی مضامین پر مشتمل تھا جس میں قران، حدیث، فقہ سیرت، عقائد، تاریخ، عربی وغیرہ شامل تھیں۔ یہ طلبہ اعلی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بیک وقت مسجد میں امام و خطیب، ہسپتال میں ڈاکٹر، عدالت میں جج، اور کرسی اقتدار پر صدر اور وزیر اعظم بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جس کا نتیجہ آج ہم ترکی میں اسلام کی بڑھتی ہوئی محبت اور دینی حمیت و غیرت کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔

تعلیمی مراکز اور ادارے

پاکستان ایک بڑا ملک ہے۔ پاکستان میں تعلیمی مراکز اور اداروں کا تناسب اگر دیکھا جائے تو ادارے اور مراکز تعداد کی تناسب سے کافی بہتر ہیں۔ بالفاظ دیگر پاکستان میں تعلیمی اداروں کی اتنی کثیر مقدار تک کمی نہیں جتنا کہ ان اداروں میں اصلاحات کی ضرورت ہے۔ اگر مہذب اور ترقی یافتہ ملکوں کو دیکھا جائے تو وہاں پر تعلیم مفت فراہم کی جاتی ہے تا کہ ہر شخص اپنی صلاحیت اور اہلیت کے بقدر تعلیم حاصل کر سکے۔ اسی طرح ہمارے ملک میں تعلیمی اداروں میں

سیاسی افراد کا اثر رسوخ زیادہ ہونے کی وجہ نصاب تعلیم اور اساتذہ کرام کی تقرری جیسے امور میں بے انصافی اور میرٹ کی پامالی کی جاتی ہے۔۔اس لئے ریاست میں موجود تمام تعلیمی مراکز اور اداروں کو فعال بنانے ضروری ہے۔

الف۔ تعلیمی اداروں کا کردار

تعلیم کسی بھی ملک کا ایک طاقتور ہتھیار ہوتا ہے جو جدید تعلیم یافتہ اور پر امن معاشرہ بنانے کے لئے ملک کو روشن مستقبل کی طرف لے جائے۔ لیکن پاکستان کے تعلیمی نظام کو درپیش مسائل اور چیلینجز میں سے ایک تعلیمی اداروں کی کمی ہے۔اس وقت ملک کی آبادی، وسائل کی کمی، قابل اور محنتی معلمین کی کمی، تعلیمی اداروں میں سیاسی اثر رسوخ کا غلط استعمال وغیرہ امور کی بناء پر تعلیمی ادارے مطلوبہ نتائج دینے سے قاصر ہیں۔اس وقت ملک کے بہت سارے جامعات مال مسائل کا شکار ہیں جس کی وجہ سے جامعات میں تحقیق اور تصنیف جیسے شعبوں میں کام نہ ہونے کے برابر ہے۔اگر ریاست تعلیمی نظام کو بہتری کی طرف لے جانے کا عزم کرتی ہے تو سب سے پہلے تعلیمی اداروں کے مسائل کا حل نکالنا لازمی ہو گا۔ جس کی وجہ سے اعلی تعلیم میں ملکی جامعات دنیا کے بہترین جامعات میں شمار کئے جاسکتے ہیں۔

ب۔ تعلیمی شرح خواندگی بڑھانے کے لئے ورچوئل ایجوکیشن کا قیام

ریاست کی تعلیمی شرح خواندگی میں ہر سال کم ہوتی جارہی ہے۔ تعلیمی معیار اور شرح خواندگی میں اضافہ کے لئے ورچوئل ایجوکیشن کا قیام کافی حد تک مفید اور کارآمد ہو سکتا ہے۔ اس میں طالب علموں کے لیے تعلیم حاصل کرنے کے لیے کسی کلاس روم، ٹیچر، یونیورسٹی کیمپس کا ہونا ضروری نہیں، ورچوئل ایجوکیشن جس کے ذریعے طلبہ اپنے موبائل اور لیپ ٹاپ سے انٹرنیٹ کے ذریعے ریکارڈڈ لیکچر دیکھ کر امتحانات میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔اس لئے پاکستان جیسے ملک میں ان تمام طلبہ کی زندگی بدل سکتی ہے جو کسی وجہ سے جامعات میں داخلہ لینے سے قاصر ہوتے ہیں۔اس وقت دنیا کے بہت سارے اداروں نے بھی ورچوئل ایجوکیشن کو ایک مؤثر نظام تعلیم کے طور پر مان لیا ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد اس وقت پاکستان کے اندر ورچوئل ایجوکیشن کے ذریعے سے ملک کے دور دراز علاقوں میں رہنے والوں کو تعلیم کی سہولیات فراہم کررہی ہے۔

ج۔ غیر رسمی تعلیمی اداروں کا شرح خواندگی میں کردار

پاکستان میں رسمی تعلیمی اداروں کی طرح غیر رسمی تعلیمی ادارے بھی تعلیمی خدمات سرانجام دے رہی ہے جس کے مثبت نتائج سامنے آرہے ہیں۔ اس وقت ملک کے تقریبا28 ہزار کے قریب غیر رسمی اداروں میں10 لاکھ کے قریب تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ غیر رسمی تعلیم سے بنیادی تعلیم کے حصول کی شرح میں اضافہ کرنا ممکن ہو گا اور سکولوں سے باہر بچوں کو تعلیم تک رسائی بھی ممکن ہوسکے گی۔ مزید یہ کہ سماجی اور تکنیکی ہنر سے ہی نئی نسل کو مفید اور

باوقار شہری بھی بنائے جاسکتے ہیں۔ اس وقت ملک کے غیر رسمی تعلیم کے شعبے میں تقریباً 71 تنظیمیں کام کر رہی ہیں ۔ لیکن اس میں مزید اضافہ اور بہتری کی ضرورت ہے تاکہ ملک میں شرح خواندگی کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جاسکے۔

غیر رسمی تعلیمی نظام مال اعتبار سے بھی ریاست کے مفاد میں ہوتا ہے۔ یہ نظام تعلیم رسمی نظام تعلیم کے برعکس طلبا کو گھر کی دہلیز پر تعلیم مہیا کر سکتا ہے جس میں معاشرے کے ہر طبقے کی سماجی واقتصادی ضروریات کو مد نظر رکھا جاسکتا ہے۔ غیر رسمی تعلیم عوام کے لئے تعلیم کا سب سے کفایت شعار ماڈل ہے۔ اس طریقہ تعلیم کے تحت فی بچہ ماہانہ لاگت 500-1000 روپے تک آسکتا ہے۔ جبکہ رسمی نظام تعلیم پر حکومت کی 4000 روپیہ ماہانہ سے زیادہ لاگت آجاتی ہے۔ اس لئے اس طریقہ کار میں ریاست کے شرح خواندگی میں اضافہ کے ساتھ مالی اعتبار سے فائدہ بھی واضح ہے۔

د۔ تعلیمی شرح خواندگی میں مساجد کا کردار

ملکی تعلیمی نظام میں بہتری کے لئے ملک کے ہر شہر، محلے اور گلی میں موجود مساجد کو بھی تعلیمی سرگرمیوں کے لئے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ جہاں پر تعلیم درسگاہ قائم نہ ہو وہاں پر مساجد کے اندر رسمی طور پر اور بغیر رسمی کے بھی تعلیم کا نظام شروع کیا جاسکتا ہے۔ اگر دین اسلام کی ابتدائی دور کی طرف دیکھا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد مسجد میں ہی ایک طرف تعلیم کے لئے جگہ مختص کی جہاں پر تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رہا۔

عہد نبوی ﷺ میں مسجد تعلیم وتعلم کا بہت ہی اہم ذریعہ تھا۔ اس لئے صحابہ کرام کی طرح صحابیات بھی مسجد میں آکر رسول اللہ کی خطبات اور مواعظ سے مستفید ہوتی تھیں۔ جیسا کہ حارثہ بن نعمان کی بیٹی فرماتی ہیں کہ میں سورۃ ق رسول اللہ ﷺ سے جمعہ کے خطبے کے دوران یاد کی ہے۔[13] خولۃ بنت قیس فرماتی ہیں کہ میں جمعہ کو رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنتی تھی،[14] تعلیم کی غرض سے رسول اللہ ﷺ نے صحابیات کو مسجد مین آمد کو روکنے سے منع فرمایا۔[15] خواتین مساجد میں آتے وقت حجاب اور مسجد کے آداب کا خیال کرتی ہوئی آتی تھیں۔[16] اسی طرح عیدین کی نمازوں میں خواتین آکر تعلیم حاصل کرتی تھیں۔[17] خواتین کا مساجد میں آنے کا مقصد صرف نماز پڑھنا نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ دینی احکامات اور آداب کو بھی سیکھتی تھیں۔ مگر ان کی اس حاضری کو آداب کے ساتھ پابند کیا گیا تھا۔[18] اور کبھی خود سے رسول اللہ ﷺ سے سوالات بھی کرتی تھیں۔[19]

وسائل اور ذرائع تعلیم

پاکستان کی موجودہ صورت حال میں اگر غور کیا جائے تو ایک طرف تعلیمی ذرائع اور وسائل کی کمی نظر آتی ہے لیکن دوسری طرف وسائل کا بے دریغ استعمال نظر آتا ہے۔ پاکستان کے پاس وسائل اور زرائع موجود ہیں لیکن ان کا صحیح استعمال نہیں ہو رہا ہے۔ کیونکہ کسی بھی ملک کا بڑا اور مضبوط اثاثہ ان کا نوجوان نسل ہے۔ جبکہ پاکستان میں اس وقت

نوجوان نسل کی کوئی کمی نہیں۔ اس نوجوان نسل کو انفارمیشن ٹیکنالوجی، کمپیوٹنگ، مصنوعی ذہانت، ورچوئل رئیلٹی اور بلاک چین ٹیکنالوجیز اور اس طرح کے دیگر جدید شعبوں میں معیاری تعلیم اور ہنر فراہم کر کے معاشی قوت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے جس سے ملک اور دنیا کے دیگر ممالک کی مسلسل بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ لیکن بات اسی جگہ پر رک جاتی ہے کہ نوجوان نسل کے اتنے بڑے اثاثے کو کیسے ان شعبوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے؟

تعلیم کے میدان میں وسائل کے فقدان کی وجہ سے شرح خواندگی میں کمی کا رجحان اور ان کا تدارک

1۔ ملکی سطح پر تعلیمی اداروں کی کمی ہے جس کی وجہ تعلیمی ادارے آبادی سے دور ہونے کی بناء پر بچے تعلیم سے محروم ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کمی کو مساجد اور مکاتب کی صورت میں پورا کیا جاسکتا ہے اگر ان مقامات پر رسمی یا غیر رسمی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

2۔ ملک کے بیشتر علاقوں میں بجلی کا فقدان ہے۔ جس کی وجہ گرم علاقوں میں گرمی کی شدت کی وجہ سے بہت سارے بچے سکول جانے سے گریز کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ تعلیم سے محروم ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس فقدان کو موجودہ دور میں شمسی توانائی کے ذریعے سے دور کیا جاسکتا ہے جیسا کہ کافی سکولوں میں کیا گیا ہے۔

3۔ سکولز اور اداروں کی مالی امداد کی کمی کی وجہ سے بھی اداروں کی بلڈنگ بر دبادی کا شکار ہو جاتے ہیں اور وہ سکولز اور ادارے جانوروں کی آمادہ گاہ بن جاتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام اداروں کی سختی سے سخت نگرانی کی جائے۔

4۔ آبادی کے بڑھنے سے نئی آبادیوں میں تعلیمی اداروں کا قیام فی الفور کیا جائے، لیکن ادارے کے قیام تک تعلیمی سلسلے کو مساجد اور گھروں میں ضرورت کی حد تک شروع کیا جاسکتا ہے۔ جس سے شرح خواندگی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

5۔ ملکی سطح پر تعلیم کی قدر و قیمت میں نمایاں کمی دیکھنے میں آرہی ہے۔ اس لئے اگر ان کو علم کی قدر سمجھائے جائے تو بچے اور جوان تعلیم حاصل کرنے کے لئے سکولز کا رخ کر سکتے ہیں۔

6۔ ملکی سطح پر مختلف نصاب تعلیم کا ہونا بھی بہت سارے غریب لوگوں کی اولاد کا تعلیم سے نفرت کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ غریب کے بچے احساس کمتری کا شکار ہو کر تعلیم کو بے فائدہ تصور کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے وہ تعلیم کی بجائے وہ کام کاج کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

7۔ سرکاری اداروں میں کلاس رومز کی قلت اور طلباء کی کلاس رومز میں کثرت بھی طلباء کی تعلیم سے نفرت کا باعث بنتی ہے۔ کیونکہ پرائیویٹ اداروں میں کلاسز میں طلباء کی تعداد کافی کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

8۔ سرکاری اداروں میں بعض معلمین کی تعلیم میں عدم دلچسپی بھی شرح خواندگی میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ اس کی وجہ نااہل افراد کا پیسوں اور سیاسی اثر رسوخ کی بناء پر معلمین کی لسٹ میں شامل ہونا ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

9۔ پاکستان میں اعلی تعلیم کافی مہنگا ہونے کی بناء پر بہت سارے لوگ اپنے بچوں کو ابتداء ہی اس لئے سکول نہیں بھیجتے کہ اعلی تعلیم جب ممکن ہی نہیں تو کیوں اپنے بچوں کو سکول بھیجا جائے۔ اس لئے مالی وسائل کی کمی تعلیم سے دوری کا باعث بن جاتی ہے۔

10۔ ملکی سطح پر اکثر افراد کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ تعلیم حاصل کر کے پیسے کمائیں گے لیکن بے روزگاری کی کثرت کی وجہ سے اب لوگوں نے تعلیم حاصل کرنا ہی چھوڑ دیا۔ اس لئے ملک میں مہنگائی اور بے روزگاری بھی تعلیم سے دوری کا سبب ہے۔

خلاصۃ البحث

ہمارے تعلیمی ادارے حکومت کے وضع کردہ تعلیمی نصاب کے محتاج ہو چکے ہیں۔ متعدد مرتبہ تبدیل ہونے والی حکومتی تعلیمی پالیسیوں اور مخصوص نصاب نے طلباء کو محض تقلید اور رٹنے کی جانب دھکیل دیا ہے۔ ناقص حکومتی پالیسیوں میں سیاسی مداخلت، بجٹ کی غیر منصفانہ تقسیم، سرکاری اداروں میں اساتذہ کے غیر ضروری تبادلے وغیرہ شامل ہیں۔ اکثر اوقات نصاب میں ایسے موضوعات بھی شامل کر دیئے جاتے ہیں جن کی نہ ضرورت ہوتی ہے اور نہ اہمیت، مگر چونکہ انہیں کورس میں شامل کر دیا جاتا ہے، لہٰذا اساتذہ پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ موضوعات طلباء کو پڑھائیں۔ یوں استاد کی حیثیت محض ایک کیسٹ کی سی ہو جاتی ہے اور مشاہدہ، تجربہ اور ذاتی غور و فکر کے مقاصد فوت ہو جاتے ہیں

ریاست پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے۔ اس لئے ریاست پاکستان کا تعلیمی و تربیت کے حوالے سے نظم و قوانین کا اسلامی اصولوں اور ہدایات کے عین مطابق ہونا ضروری ہے۔ ہمارا تعلیمی نظام اس وقت تک صحیح منزل کی طرف گامزن نہیں ہو سکتا جب تک ہم اپنے نصاب تعلیم، مراکز تعلیم اور ذرائع تعلیم کو تعلیمات نبویہ علیہ السلام کی روشنی میں مناسب انداز میں استعمال نہ کر سکیں۔ ریاست کی نصاب تعلیم اور تعلیمی اداروں کے بارے میں چند تجاویز ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

تجاویز

1- تعلیم کسی بھی ریاست کی ترقی و بہبود کے حوالے سے ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے تعلیم پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

2- نصاب تعلیم کے حوالے سے ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ یکساں نصاب تعلیم مقرر کرے تاکہ کوئی احساس کمتری کا شکار نہ ہو۔

3- نصاب تعلیم اسلامی اصولوں کے منافی اور متضاد نہ ہو۔

4- نظام تعلیم اپنی قومی زبان میں ہونا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان میں ہی تعلیم و تربیت فرمائی ہے۔ البتہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے دیگر زبانوں میں مہارت کا ہونا بھی لازمی ہے۔

5- نصاب تعلیم قومی اور بین الاقوامی دونوں زبانوں میں ہونا چاہئے تاکہ کسی کو بین الاقوامی زبان کی وجہ سے مشکلات نہ ہوں۔

6- ریاست میں جہاں پر تعلیمی اداروں کی کمی ہے اس کو فی الفور پورا کرنا چاہیے۔

7- مساجد و مکاتب بھی تعلیم و تربیت کے حوالے سے کردار ادا کر سکتے ہیں۔ تاکہ کوئی بچہ اور بچی بغیر تعلیم کے نہ رہے۔

8- ریاست کو چاہئے کہ وہ تعلیمی اداروں میں بجلی کے فقدان کو شمسی توانائی کے ساتھ دور کرنے کے لئے اقدامات کریں۔

9- ملکی سطح پر تعلیم و تربیت کی اہمیت اور ضرورت کو اجاگر کیا جائے تاکہ بچے اور جوان تعلیم حاصل کرنے کے لئے سکولز کی طرف رجوع کریں۔ اس کے لئے مساجد کے ائمہ اور واعظین سے کام لیا جا سکتا ہے۔

10- سرکاری اداروں میں کلاس رومز کی قلت اور طلباء کی کلاس رومز میں کثرت بھی طلباء کی تعلیم سے نفرت کا باعث بنتی ہے اس کے لئے بھی ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔

11- ریاست میں کالجز اور جامعات کی لیول پر بھی غریبوں کے بچوں کے لئے تعلیم کے مفت فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

حوالہ جات

[1]ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی کا نظام حکمرانی، دہلی، جامعہ پبلشرز، 1994۔ص، 221۔

[2]امام ترمذی، سنن، باب ماجاء فی تعلیم السریانیۃ، حدیث رقم، 2715۔

[3]سورۃ الانفال، آیت، 60۔

[4]شبلی نعمانی، سیرت النبی، 2/91۔

[5]امام سیوطی، الجامع الصغیر، حدیث رقم، 1109۔

[6]امام بخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 2335۔

[7]امام بخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 2493۔

[8]امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث رقم، 6128۔

[9]امام بخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 89۔

[10]امام نسائی، سنن النسائی، حدیث رقم، 5452۔

[11]امام سیوطی، الجامع الصغیر، مسند الشہاب، 3/18۔

[12]امام ابوداؤد، سنن، کتاب الجہاد، حدیث رقم، 2513۔

[13]امام مسلم، صحیح مسلم، حدیث رقم، 873۔

[14]ابن سعد، الطبقات الکبری، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 8/230۔

[15]امام مسلم، صحیح مسلم، رقم الحدیث، 442۔

[16]امام بخاری، الجامع الصحیح، باب خروج النساء، حدیث رقم، 867۔

[17]امام مسلم، صحیح مسلم، رقم الحدیث، 890۔

[18]عبد العلیم، عورت عہد رسالت میں، نشریات لاہور، صفحہ، 202۔

[19]البانی ناصر الدین، آداب الزفاف، دار السلام، 2002، صفحہ، 143۔